چالیس سال پہلے مولانا کے قلم سے
دکھائی گئی ایک تصویر

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

امریکہ صدر اوبامہ کے صدارت کے پس منظر میں

ڈاکٹر مارٹن لوتھر کنگ

امریکی سیاہ فام نیگرو راہنما کا قتل

سیاہ فام نسلوں کے ساتھ امریکیوں کا انسانیت سوز سلوک صدیوں سے جاری تھا کہ ان کے ایک سیاہ فام نیگرو رہنما ڈاکٹر مارٹن لوتھر کنگ اس طبقاتی ظلم و جبر کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک بڑے جلسہ میں سفید فام امریکیوں نے انہیں بڑی بیدردی سے قتل کیا۔ یہ آج سے چالیس سال پہلے ۱۹۶۸ء کی بات ہے۔ اس دردناک سانحہ پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے اسلام کا بتان رنگ و بو کو پاش پاش کرنے کا اپنے مخصوص ساحرانہ انداز میں تعزیتی شذرہ لکھا۔ آج امریکی صدر اوبامہ کی شکل میں مارٹن لوتھر کا خواب کسی طرح پورا ہوتا دکھائی دے رہا ہے' یہ شاہکار تحریر نذر قارئین ہے۔............... (ادارہ)

امریکہ کے سیاہ فام نیگرو راہنما ڈاکٹر مارٹن لوتھر کنگ کو کتنی بیدردی سے قتل کیا گیا' اس لئے کہ اسے خدا نے سیاہ فام پیدا کیا تھا۔ وہ اپنے اور اپنے ہم رنگ (۱) وہم نسل انسانوں کے حقوق کا تحفظ چاہتا تھا' ان سیاہ فام انسانوں کے حقوق جنہیں یورپ کے ''سفید بندروں'' نے حیوانات سے بدتر اور حقیر سمجھ رکھا ہے' جن پر ملک کی معاشی راہیں مسدود ہیں' جن کے لئے نصاب تعلیم' تعلیم گاہیں' ہوٹل' بسیں اور گاڑیاں تک علیحدہ ہیں' یہاں تک کہ کارخانوں میں ان کے آنے جانے کے راستے تک الگ ہیں اور جن کے ساتھ رشتہ ناطہ بہت بڑا ''پاپ'' سمجھا جاتا ہے ____ یہ سیاہ فام انسان بدترین طبقاتی تفاوت' استحصال' ظلم و جبر اور حقوق کی حق تلفی کا شکار ہیں' اس امریکہ اور یورپ میں جو'' تہذیب و

---

(۱)　نسل قومیت کلیسا سلطنت تہذیب و رنگ　　خواجگی نے خوب چُن چُن کر بنائے مسکرات　(اقبالؒ)

تمدن“ کی امامت کا مدعی ہے‘ اس امریکہ میں جو اقوام متحدہ کا چوہدری ہے‘ جو انسانی حقوق کی حفاظت کا دعویدار ہے‘ اس امریکہ میں جو ہمیشہ انسانی حقوق کے چارٹر کا ڈھنڈورا پیٹ کر اپنے ظلم‘ سفا کی اور ذلت کے داغ چھپانا چاہتا ہے‘ اپنے ملک کے باشندوں کے ساتھ بھیڑ بکریوں جیسا سلوک اس دعویدارِ تہذیب ملک میں ہو رہا ہے‘ جہاں کے سب سے بڑے شہر نیویارک کی بندرگاہ میں ”آزادی کا مجسمہ“ دنیا سے آنے والوں کا استقبال ان الفاظ سے کرتا ہے۔

”اپنے بے کس مصیبت زدہ اور غلام عوام کو ہمارے سپرد کیجئے تاکہ وہ آزادی کی زندگی بسر کرسکیں‘ وہ لوگ جن کا نہ کوئی ٹھکانہ ہے اور نہ کوئی وطن‘ لیجئے میں حاضر ہوں اور سنہری دروازہ کے قریب اپنی مشعل لئے کھڑا ہوں۔“

مگر اُف قول و عمل کے تضاد کی ایسی بھیانک مثال کیا تاریخ کے کسی دوسرے حصہ میں بھی مل سکتی ہے؟ ہرگز نہیں تاریخ میں پہلی بار دھوکہ فریب‘ دجل و تلبیس اور عالمی پیمانے کی یہ ”بدمعاشی“ صرف یورپ اور مغربی تہذیب ہی کو نصیب ہوسکی ہے‘ جس کے نسلی‘ علاقائی اور قومی امتیازات سے خود امریکہ اور برطانیہ جل رہا ہے‘ رہوڈیشیا مظلوم انسانوں کے خون سے لالہ زار ہے‘ کینیا نالاں ہے‘ اور جنوبی افریقہ پوری انسانیت پر ماتم کناں ہے‘ جہاں انسانی خون کی وقعت بول و براز کے برابر بھی نہیں رہی۔ اُف کتنی شوخ چشم اور حیاء سے تہی ہے یہ تہذیب اور کتنے جری ہیں اس کے علمبردار جنہیں اب بھی اپنے آپ پر ناز ہے‘ کتنی کورچشمی اور دیدہ دلیری ہے ان گستاخ نگاہوں کی جو اپنی اس ساری شقاوت‘ درندگی اور ذلت و رسوائی کو تہذیب و تمدن‘ اخلاق اور انسانی حقوق کی رعایت کا نام دے کر بار بار اٹھتی بھی ہیں‘ تو اس مذہب پر جو حقیقی مساوات کا علمبردار‘ انسانی حقوق کا نقیب اور پوری کائنات کے لئے رحمت بن کر آیا ہے۔ اور جو ابتداء سے لے کر آج تک احترام انسانیت کا عملی نمونہ پیش کر رہا ہے۔ جس کے بھیجنے والے کا اعلان ہے:

ان اکرمکم عندالله اتقاکم ترجمہ: بیشک اللہ کے ہاں تم میں زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہو“

جس کے پیغمبر ﷺ کا الوداعی پیغام تھا: **کلکم بنو آدم من تراب** (ابن سعد)

”تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے۔“

آگے ارشاد فرمایا: **لافضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علیٰ عربی ولا للاسود علی الاحمر ولا للاحمر علی الاسود الا باالعلم والتقوی**

ترجمہ: کسی عربی کو عجمی اور کسی عجمی کو عربی پر فضیلت نہیں اور نہ کسی سیاہ فام کو سرخ رنگ والے پر اور سرخ رنگ والے کو سیاہ فام پر فضیلت ہے‘ مگر علم اور تقویٰ کے لحاظ سے“

ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: **ولا للابیض علیٰ اسود** ترجمہ: ”نہ کسی سفید کو سیاہ فام پر کوئی فضیلت ہے“

یہ اس مذہب کی بات ہے جس نے ایک سیاہ فام حبشی بلالؓ کو انسانیت کی معراج سے نوازا‘ جنہیں حضور

اقدس ﷺ نے جنت میں اپنے سے آگے آگے چلنے کی بشارت دی، اور جب ایک صحابیؓ نے انہیں ''او حبشن کے بیٹے'' کہہ کر پکارا۔ تو حضور ﷺ نے اسے ڈانٹ کر فرمایا: ''تم میں اب بھی جاہلیت کی بُو باس باقی ہے''

یہ اس سیاہ فام بلالؓ کی بات ہے جسے اسلامی قلمرو کے سب سے بڑے فرمانروا فاروق اعظمؓ یا سیدنا! ''اے ہمارے سردار'' سے پکارا کرتے تھے۔ اور یہ وہ فاروق اعظمؓ ہیں جن کا جنازہ اپنے علم و فضل کی بدولت ایک عجمی نژاد صہیب رومیؓ نے پڑھایا جبکہ سرخ و سفید رنگ والے کئی جلیل القدر صحابہؓ موجود تھے۔ یہ اس دین قیم کی امتیازی شان ہے، جس نے والئ مصر کے ساتھ ملنے والے وفد کی قیادت ایک ایسے سیاہ فام صحابی حضرت عبادہؓ بن صامت کو سونپ دی تھی، جسے دیکھ کر بادشاہ لرز گیا اور اصرار کرنے لگا کہ دوسرے شخص کو میرے ساتھ گفتگو کے لئے مقرر کردو، مگر مسلمانوں نے والئ مصر کی یہ خواہش ٹھکراتے ہوئے کہا کہ چونکہ یہ شخص علم و فضل اور تقویٰ میں ہم سب سے بڑھ کر ہے، اس لئے یہی ہمارا امیر ہے۔ نیز فرمایا کہ ہماری فوج میں تو ایک ہزار سے زیادہ ایسے سیاہ فام شخص ہیں ___ یہ اس مذہب کی بات ہے جس نے ہر دور میں عجمی موالی [1] اور سیاہ فام غلاموں کو دین اور علوم دین میں اجتہاد اور امامت کا منصب عطا فرمایا۔ یہ اس دین حنیف کی خصوصیت ہے جس نے ایک بھینگے، لنگڑے، اپاہج اور چپٹی ناک والے سیاہ فام شخص حضرت عطاءؒ بن ابی رباح کے سامنے اجلہء علم و فضل کو سرنگوں کرادیا جن کی وفات کو اہل مدینہ نے 'عافیت سے محرومی' سمجھا۔ (ماوجدناہ الا کالعافیة) جن کے بارہ میں اسلامی سلطنت کے فرمانرو عبدالملک بن مروان موسمِ حج میں منادی کراتے تھے کہ عطاء کے علاوہ کوئی اور فتویٰ نہ دے، وہ عطاؒ جو اہل حرمین کا امام اور فقیہ تھا، اور جنہیں مسلمانوں کے سب سے بڑے پیشوا ابوحنیفہؒ نے اپنے تمام اساتذہ اور شیوخ سے افضل قرار دیا۔

یہ اس روشن محمدی تہذیب اور حنیفی ملت کی داستان ہے، جس کے ایک خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک سیاہ فام لونڈی کی شکایت پر والی مصر ایوب بن شرجیل کو مامور کیا کہ میرا خط ملتے ہی تم خود سواری کسو، خود روانہ ہو جاؤ اور اپنے سامنے اس کے گھر کی دیوار بلند کرادو۔ گورنر نے جا کر بڑی تلاش کے بعد گمنام لونڈی کا مکان معلوم کیا اور خود اپنی نگرانی میں امیر المؤمنین کی خواہش پوری کی۔

...... تُف ہے اس عقل و خرد پر جو اس روشن اور تابندہ تہذیب کی عصرِ حاضر کی خونی اور ذلیل تہذیب سے کچھ بھی نسبت قائم کرے [2]۔　　(مئی ۱۹۶۸ء)

---

(۱) اس بارے میں ابن شہاب زہری اور اموی مروانی حکمران عبدالملک بن مروان کا تاریخی مکالمہ جس کو مولانا مناظر احسن گیلانی نے تدوین حدیث ص ۱۲۹ پر ذکر کیا ہے، انتہائی دلچسپ ہے۔

(۲) یورپی استعمار اور اس کی تہذیب پر مولانا نے جس پُر حکمت انداز سے تیشہ زنی کی ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔ (ادارہ)